تاریخیت اور نو تاریخیت: نظری مباحث اور فکری جہتیں

Historicism and New-Historicism: Theoretical Debates and Intellectual Dimensions

Komal Shahzadi
Ph.D Scholar-Urdu, Govt. College Women Uniersity, Sialkot.
komalkaleem63@gmail.com
Dr. Sabina Awais Awan
Associate Professor-Urdu, Govt. College Women University, Sialkot.
drsabinaawais97@gmail.com

KEYWORDS

Pioneer
New historicism
Constraints
Literature
History
Layers
Consciouness

DATES

Received	**25-03-2025**
Accepted	**10-05-2025**
Published	**30-06-2025**

QR CODE

ABSTRACT

The relationship between literature and history is very deep and complex. History provides us with the facts of the past, historicism contextualizes these facts in the light of literary texts, while neo-historicism views both of them under new questions in the context of power, discourse systems, and structural narrative. With the help of these theories, not only the depth of literature can be understood but also different layers of human consciousness can be accessed. The role of history in literature is not limited to context alone, but it creates a parallel narrative that connects literature to the constraints of time and space.

https://journals.mehkaa.com/index.php/negotiations/article/view/139

تلخیص:

ادب اور تاریخ کا رشتہ بہت گہرا اور پیچیدہ ہے۔ تاریخ ہمیں ماضی کے حقائق فراہم کرتی ہے، تاریخیت ان حقائق کو ادبی متون کی روشنی میں سیاق وسباق کے مطابق بناتی ہے، جب کہ نو تاریخیت ان دونوں کو طاقت، گفتگو کے نظام اور ساختی بیانیے کے تناظر میں نئے سوالات کے تحت دیکھتی ہے۔ ان نظریات کی مدد سے نہ صرف ادب کی گہرائی کو سمجھا جا سکتا ہے بلکہ انسانی شعور کی مختلف پرتوں تک بھی رسائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ ادب میں تاریخ کا کردار صرف سیاق وسباق تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ ایک متوازی بیانیہ تخلیق کرتا ہے جو ادب کو وقت اور جگہ کی پابندیوں سے جوڑتا ہے۔

ادب اور تاریخ کا باہمی رشتہ کیا ہے؟ کیا ادب محض ایک تخلیقی اظہار ہے یا یہ تاریخ کا حصہ اور اس سے متاثرہ مظہر بھی ہے؟ ان سوالات کے جواب ہمیں "تاریخ"، "تاریخیت" اور "نو تاریخیت" کے نظری مباحث میں ملتے ہیں، جو وقت کے ساتھ ادبی تنقید کے ارتقائی مراحل میں نمایاں ہوتے گئے۔

ادب اور تاریخ کا رشتہ بہت گہرا اور پیچیدہ ہے۔ تاریخ ہمیں ماضی کے حقائق فراہم کرتی ہے، تاریخیت ان حقائق کو ادبی متون کی روشنی میں سیاقی انداز سے سمجھاتی ہے جب کہ نو تاریخیت ان دونوں کو طاقت، گفتگو کے نظام، اور ساختیاتی بیانیے کے تناظر میں نئے سوالات کے تحت دیکھتی ہے۔ ان نظریات کی مدد سے نہ صرف ادب کی گہرائی کو سمجھا جا سکتا ہے بلکہ انسانی شعور کے مختلف تہوں تک رسائی حاصل کی جا سکتی ہے۔

ادبیات میں تاریخ کا کردار صرف سیاق وسباق تک محدود نہیں بلکہ یہ ایک متوازی بیانیہ تخلیق کرتی ہے جو ادب کو زمان و مکان کی قید سے جوڑتا ہے۔ "تاریخ" محض ماضی کے واقعات کا ریکارڈ نہیں بلکہ ایک خاص بیانیہ (Narrative) ہے جو مخصوص مقاصد، نظریات اور طاقت کے مراکز کے تحت ترتیب دیا جاتا ہے۔

روایتی تاریخ نگاری میں حکمران طبقات، فتوحات، اور ریاستی بیانیے کو مرکزیت حاصل رہی۔ عام انسان، محکوم طبقات، اور پس پردہ قوتیں اکثر نظر انداز ہوتی رہیں۔ تاریخ کو "حقیقت کا بیانیہ" نہیں بلکہ "بیانیے کی حقیقت" کے طور پر سمجھنا تنقیدی شعور کا پہلا قدم ہے۔

> "History Can not be divorced from texuality and all text Can be Compelled to Confront the Crisis of indecidability revealed in the literary texts".(1)

تاریخیت (Historicism) ایک تنقیدی رویہ ہے جو ادبی متون کو اس مخصوص تاریخی اور سماجی پس منظر میں دیکھنے پر زور دیتا ہے جس میں وہ تخلیق ہوئے۔ اس نظریہ کے مطابق ادب کسی ایک فرد کی مجرد تخلیق نہیں بلکہ اپنے عہد کی اجتماعی فکری و تہذیبی ساخت کی عکاسی ہے۔

تاریخیت ادبی متون کو ان کے تاریخی سیاق و سباق میں سمجھا جائے۔ مصنف اور اس کے زمانے کی سیاسی، معاشی، مذہبی اور ثقافتی اقدار کا تجزیہ ضروری ہے۔ ہر ادب پارہ اپنے وقت کا تاریخی دستاویز بن جاتا ہے۔ جرمن فلسفی ہیگل نے تاریخ کو ایک (جدلیاتی) عمل کے طور پر دیکھا جو روحِ انسانی کی ترقی کی نمائندگی کرتا ہے۔ کارل مارکس نے تاریخ کو مادی جدوجہد کا مظہر قرار دیا جس میں طبقاتی کشمکش بنیادی قوت ہے۔ تاریخیت وہ نظریہ ہے جو ادب کو اُس کے تاریخی، ثقافتی، اور سیاسی سیاق میں پڑھنے کی وکالت کرتا ہے۔ اس نظریے کے مطابق ادب کسی خلا میں پیدا نہیں ہوتا بلکہ یہ اُس زمانے کے حالات، نظریات اور سماجی ڈھانچوں کی پیداوار ہوتا ہے۔

ادب کا مطلب تبھی سمجھا جاسکتا ہے جب ہم اُس کے دور کی سیاسی و سماجی فضا کو سمجھیں۔ ادیب اپنے زمانے کا نمائندہ ہوتا ہے۔ ادب ماضی کا آئینہ ہے، مگر اس میں کوئی تنقیدی چیلنج موجود نہیں ہوتا۔ ڈاکٹر ناصر عباس تاریخیت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "اول یہ کہ تاریخیت ایک منہاجیاتی اصول ہے جو کسی مظہر یا واقع کو اس کے زمانی تناظر میں سمجھتا اور اس کی تعبیر کرتا ہے دوم تاریخیت ہر واقعے کو سماجی اور ثقافتی کُل کی نسبت سے سمجھتی ہے اور اسے کُل کی تشکیل کا ایک مرحلہ گردانتی ہے جس میں اس واقعہ نے کوئی مخصوص کردار کردار ادا کیا اور اپنی مخصوص قدر و معنویت قائم کی۔"(2)

نئی تاریخیت New historicism جس کی ابتدا امریکی نقاد اسٹیفن گرین بلاٹ نے امریکہ میں اسی کی دہائی میں کی۔ اس کا سب سے پہلے ذکر رسالہ Genre شمارہ نمبر 15 میں ہوا۔ اس کے بعد کتاب مرتب The power of forms in the english renaissance ہے جس میں ناقدین کے 13 مضامین شامل ہیں۔ گرین بلاٹ نے پیش لفظ میں سب سے پہلے اس کا ذکر کیا۔ اس کے دو دبستان تھے امریکی اور برطانوی۔ امریکی والوں میں سب سے پہلا جو بانی تھا وہ اسٹیفن گرین تھا اس کے علاوہ برطانوی والے اس کو ثقافتی مادیت cultural materialism کا نام دیا۔

جب گرین بلاٹ اپنے نظریات کو آگے بڑھا رہا تھا اسی وقت فوکو اپنے نئے تاریخی ازم میں اضافے کے ساتھ آئے۔ فوکو نے ایک جابر ریاست کی طاقت پر توجہ مرکوز کی کہ وہ اپنی اس قابلیت کو کنٹرول کرنے کی صلاحیت کا غلط استعمال کرے جو اس کے شہری اپنی ثقافت اور تاریخ کے بارے میں جانتے ہیں۔ "تاریخ واقعہ نہیں، ایک ڈسکورس ہے اور ہر ڈسکورس میں ادبی متن کی طرح عدم قطعیت ہوتی ہے۔"(3)

وہ جابرانہ ریاست کے اپنے گفتگو کے مکمل کنٹرول کے بارے میں شکوک و شبہات میں مبتلا ہو گیا، جس کی تعریف ایک ذہنی سیٹ اور نظریہ کی مکمل حیثیت سے کی گئی ہے جو کسی معاشرے کے تمام ارکان کی سوچ کو گھیرے ہوئے ہے۔ بات چیت کی مقدار اور معیار دونوں کو ہدایت کرنے کی اس صلاحیت نے ریاست کو بہت زیادہ طاقت فراہم کی کیونکہ اس کے شہری صرف وہی جانیں گے جو ریاست ان سے جاننا چاہتی ہے۔ اس طرح، گرین بلاٹ اور فوکو کے مشترکہ نظریات نے "پرانی" تاریخیت کو آنکھیں بند کر کے قبول کرنے میں موجود خطرات پر زور دیا۔ ادب اور تاریخ کے کوئی معنی رکھنے کے لیے جس میں معاشرے کے عام طور پر پسماندہ افراد کو شامل کیا جائے — خواتین، قیدی، ذہنی طور پر بیمار، رنگ برنگے لوگ، ہم جنس پرست — ایک ایسا طریقہ کار ہونا چاہیے جس کے ذریعے ان کی پہلے نہ سنی جانے والی آوازیں مرکزی دھارے کے امریکیوں کو سنائی دیں۔ یہ طریقہ کار نیا تاریخی ہونا تھا۔ نو تاریخیت پر فوکو کے گہرے اثرات تھے۔ ڈاکٹر ناصر عباس نیّر لکھتے ہیں:

> "فوکو ایک اے پس ٹیم اور دوسری ای پس ٹیم کے درمیان کوئی ارتقائی کڑی نہیں دیکھتا۔ وہ ان کے بیچ عدم تسلسل اور عدم ربط کا قائل تھا یعنی ایک اے پس ٹیم سے دوسری اے پس ٹیم کا سفر تقلیب Mutation کے ذریعے طے ہوتا ہے۔ نئی اے پس ٹیم اپنی سپیس خود دریافت کرتی ہے۔ فوکو کے مطابق نئی اے پس ٹیم پرانی کی کوکھ سے جنم لیتی ہے۔۔۔"(4)

جب اسٹیفن گرین نے 1980 میں Renaissance Self-Fashioning شائع کیا تو ایک دہائی سے زیادہ عرصے سے امریکہ کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تعمیر نو کا عمل جاری تھا۔ نئی تنقید کو طویل عرصے سے ادبی ردی کی ٹوکری کے ڈھیر پر صرف اس کے قریب سے پڑھنے کے ابھی تک مفید طریقہ کار کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا تھا۔ مابعد ساختیات تحریروں کو اس انداز میں پوچھ گچھ کرنے کا جدید ترین ذریعہ تھا جس نے میتھیو آرنلڈ کو گہرا صدمہ پہنچایا جس کا خیال تھا کہ کتاب کا مفہوم مصنف اور قاری کے درمیان ایک مقدس اور اصل ربط ہے۔

"نئی تاریخیت" کی اصطلاح ایک وسیع زبانی سکے سے ابھی چند سال دور تھی۔ گرین بلاٹ نے "سیلف فیشننگ" کو ایک طرح کے پہلے سے نئے تاریخی تصور کے طور پر استعمال کیا تاکہ کسی متن کی مطلوبہ خود مختاری کو سکڑایا جا سکے اور ادبی اور تاریخی متون کے حاشیے میں موجود غیر قانونی آوازوں کے کردار کو بڑھایا جا سکے۔ اسٹیفن گرین جیسے نشاۃ ثانیہ کے اسکالر کے لیے، خود شناسی کا تصور ایک نظر ثانی کے لیے موزوں تھا۔ اس نے دیکھا کہ سولہویں صدی سے پہلے خود شعور صدیوں تک ایک غیر معمولی طور پر مستحکم تصور رہا۔ اسے مستحکم، ترقی پسند اور خود مختار سمجھا جاتا تھا۔

لیکن Renaissance Self-Fashioning میں وہ خود کی ایک نئی تعریف کے ساتھ "پرانی" تاریخیت کو الٹنا شروع کر دے گا۔ بقول صغیر افراہیم:

> "نئی تاریخیت کسی فن پارے کو اپنے زمانے کا پابند لیکن جدید تصورات کا حامل قرار دینا چاہتی ہے۔"(5)

فوکو تاریخ کو جبر اور طاقت سے جوڑتا ہے۔ اس کا ماننا ہے جو لوگ اقتدار پر قابض ہوتے ہیں وہ اپنی ثقافت کے مرکز میں زندگی گزارتے ہیں۔ جو لوگ اقتدار کو برداشت کرتے ہیں وہ پسماندہ زندگی گزارتے ہیں۔ نئی تاریخیت ادب کے لیے ایک بہت زیادہ اثر انگیز نقطہ نظر رہا ہے، خاص طور پر ولیم شیکسپیئر کے کاموں اور ابتدائی جدید دور کے ادب کے مطالعے میں۔ اس کا آغاز 1980 میں دلچسپی سے ہوا اور ابتدائی جدید علوم میں نئی تنقید کو نئی راسخ العقیدہ کے طور پر فوری طور پر جگہ دی۔ حقوق نسواں، ثقافتی مادیت پسندوں اور روایتی اسکالرز کے بہت سے حملوں کے باوجود، اس نے 1980 اور 1990 کی دہائیوں میں ابتدائی جدید ادب کے مطالعہ پر غلبہ حاصل کیا۔ دلیل کے طور پر اس کے بعد سے اس نے تاریخی ازم کی ایک مختلف، زیادہ مادیت پسندانہ شکل کو راستہ دیا ہے جسے کچھ لوگ "نئی تاریخیت" کہتے ہیں۔ نظم وضبط کے دوسرے ادوار میں بھی "نئی تاریخ سازی" کی مختلف قسمیں موجود ہیں، خاص طور پر رومانوی دور، لیکن اس کا گڑھ ہمیشہ نشاۃ ثانیہ میں ہی رہا۔ اس کے بنیادی طور پر، نئی تاریخیت کا اصرار ہے — متضاد رسمیت — کہ ادب کو اس کے تاریخی تناظر میں سمجھنا چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ادبی متن کو ثقافتی مصنوعات کے طور پر دیکھتا ہے جو ان کے زمانے اور جگہ میں جڑی ہوئی ہیں، نہ کہ انفرادی ذہانت کے کام جو ان سے بالاتر ہیں۔ اس طرح نئے تاریخ دان کے مضامین کو اکثر مختلف ثقافتی مصنوعات اور ادبی متن کے درمیان بظاہر غیر امکانی تعلق بناکر نشان زد کیا جاتا ہے۔ اس کا "نیاپن" ایک ہی وقت میں نئی تنقید کی بازگشت ہے جسے اس نے بدل دیا ہے اور ایک "پرانی" تاریخیت کی پہچان ہے۔

روایتی تاریخیت ادب کو محض تاریخی دستاویز سمجھ لیتی ہے اور تخلیقی و نظریاتی تنوع کو نظر انداز کرتی ہے۔ ادب اور تاریخ کے درمیان ایک گہرا رشتہ ہمیشہ سے موجود رہا ہے۔ تاہم روایتی ادبی تنقید میں تاریخ کو محض ایک پس منظر کے طور پر دیکھا جاتا رہا۔ "نو تاریخیت" (New Historicism) نے اس تصور کو چیلنج کیا اور ثابت کیا کہ ادب نہ صرف تاریخی سیاق و سباق کا عکاس ہوتا ہے بلکہ خود ایک تاریخی عمل میں حصہ دار بھی ہوتا ہے۔ نو تاریخیت کا مقصد محض ادبی متن کا تجزیہ کرنا نہیں بلکہ اس کے پس پردہ طاقت کے ڈھانچوں، سماجی و سیاسی بیانیوں اور دبی ہوئی آوازوں کو سامنے لانا بھی ہے۔ نو تاریخیت کی بنیاد امریکی نقاد اسٹیفن گرین (Stephen Greenblatt) نے رکھی، جو شیکسپیئر پر اپنے تجزیاتی کام کی بدولت اس تحریک کے بانی سمجھے جاتے ہیں۔ اس نظریے کے مطابق ادب کو تاریخ سے جدا کر کے نہیں پڑھا جا سکتا کیونکہ ادبی متون بھی ایک خاص تاریخی، سیاسی اور ثقافتی تناظر میں وجود میں آتے ہیں۔ بقول گوپی چند:

> "دیکھا جائے تو ایک معنی میں ادب اور تاریخ کا رشتہ سامنے کی چیز ہے اور صدیوں سے ادب کو انسانی تاریخ کے حصے کے طور پر دیکھا اور پڑھا جاتا رہا ہے یعنی جیسے سیاسی اور سماجی تعریف انسانی تاریخ کا حصہ ہے اسی طرح ادب بھی انسانی تاریخ کا حصہ ہے۔"(6)

گرین بلاٹ کے مطابق:

"There is no such thing as a purely literary text, free from historical context".(7)

(کوئی بھی ادبی متن محض ادب تک محدود نہیں ہوتا، بلکہ وہ تاریخی سیاق سے جڑا ہوتا ہے۔)

اسٹیفن گرین نے تاریخ کے اس خطی، غیر جانبدارانہ اور ترقی پسند نظریہ پر سوال کرنے والے پہلے شخص تھے۔ گرین بلاٹ نے ان کے بعد کے نظریات کے اسباق کو جذب کیا جو انسانوں کے استحکام اور بھلائی پر سوالیہ نشان لگاتے تھے۔ انہوں نے مندرجہ ذیل اصولوں کو عام قبول کرنے پر زور دیا:

(1) مورخین کو تاریخی حقیقت کے سب سے بنیادی حقائق کے علاوہ کسی اور تک واضح رسائی نہیں ہے۔ یہ حقائق مسابقتی نظریات کے ایک پیچیدہ جال میں کیسے فٹ ہوتے ہیں اور اس وقت اور جگہ کے متضاد سماجی، سیاسی اور ثقافتی ایجنڈا جس میں یہ واقع ہوئے ہیں یہ موضوعی تشریح کا معاملہ ہے نہ کہ معروضی حقیقت۔

(2) مورخین اکثر تاریخ کی مجموعی پیچیدگی کو کم کرتے ہیں جس کا وہ خطاب کرتے ہیں۔

پروفیسر عتیق اللہ اس حوالے سے رقمطراز ہیں:

"نو تاریخیت یہ بتاتی ہے کہ کسی بھی فن پارے کو کس طرح پڑھنا چاہیے اور دیگر متون جیسے اقتصادیات ،طبی دستاویزات اور قانونی کتابچوں وغیرہ کے علاوہ متنی سیاقات کی روشنی میں اس کی تفہیم کیسے کی جاسکتی ہے۔"(8)

نو تاریخیت تاریخ کو صرف فاتحین کا بیانیہ نہیں مانتی۔ یہ ان طبقات، گروہوں اور افراد کی حقیقتوں کو بھی منظرِ عام پر لاتی ہے جنہیں تاریخ میں دانستہ طور پر نظر انداز کیا گیا۔ مثلاً ایک روایتی تاریخ میں کسی بادشاہ کے عہدِ حکومت کو "عظیم فتوحات" کے طور پر بیان کیا جاتا ہے لیکن نو تاریخیت انہی فتوحات کے نیچے دبی عام عوام کی غربت، بغاوتیں، یا خاموشیاں بھی دریافت کرتی ہے۔ ادب خاص طور پر ناول اور افسانہ، ان دبی ہوئی آوازوں کا موثر ذریعہ بن سکتا ہے۔ مثال کے طور پر اردو ناول "آنگن" از خدیجہ مستور کو نو تاریخیت کے تحت پڑھیں تو قیامِ پاکستان کے پس منظر میں خواتین، متوسط طبقے اور تقسیم کے منفی اثرات کو سمجھنے کا موقع ملتا ہے—ایسا پہلو جو روایتی تاریخ میں نمایاں نہیں کیا جاتا۔

روایتی تاریخ اکثر سرکاری یا غالب بیانیے کو تحفظ دیتی ہے۔ اس کے برعکس فکشن اور ادب بعض اوقات وہ سچ بیان کرتے ہیں جو تاریخ سے غائب ہوتا ہے۔ نو تاریخیت اسی فکشن کو تاریخی بیانیے کی ایک متبادل شکل مانتی ہے۔ ادبی کرداروں، مکالموں، اور واقعات کے ذریعے ہم تاریخ کے غیر رسمی پہلوؤں کو جان سکتے ہیں۔

نو تاریخیت کے مطابق قاری کی ذمہ داری صرف کہانی پڑھنا نہیں بلکہ اس کے اندر چھپے تاریخی، سماجی، اور سیاسی کوڈز کو سمجھنا بھی ہے۔ یہ نظریہ قاری کو ایک فعال نقاد بناتا ہے جو متن کے پیچھے چھپی طاقت کی ساخت کو پہچان سکتا ہے۔

نو تاریخیت محض ایک تنقیدی نظریہ نہیں بلکہ تاریخ، ادب، اور سماج کو ایک نئے زاویے سے دیکھنے کا وژن ہے۔ یہ ہمیں دعوت دیتی ہے کہ ہم صرف اُن تاریخوں پر اعتبار نہ کریں جو سرکاری ریکارڈ کا حصہ ہیں، بلکہ اُن کہانیوں، افسانوں، اور شعری متون میں بھی سچائی تلاش کریں جو عام لوگوں کی آواز بنتے ہیں۔ ادب اور تاریخ کا یہ امتزاج ہمیں ماضی کو بہتر سمجھنے، حال کو پرکھنے اور مستقبل کی راہیں متعین کرنے میں مدد دیتا ہے۔

نو تاریخی نقاد کا مقصد تاریخ کے چھپے ہوئے حقائق کو پردے سے باہر لانا ہوتا ہے طاقت کے کھیل کو بے نقاب کرکے اس کی تشکیل نو کرنا ادب میں اس کا مطالعہ کا مقصد قاری تک درست متن پہنچانے کے ساتھ ساتھ غلط اور درست یعنی خیر و شر کا فرق قائم کرنا بھی ہوتا ہے۔ کچھ واقعات ہمیں تاریخ میں نہیں ملتے لیکن ان واقعات کی حقیقت ہمیں فکشن ناولوں میں ملتی ہے۔ تاریخ کا دوسرا نام ماضی ہے جو گزر چکا ہے جو وقت گزر گیا تھا ہم اسے واپس لا سکتے ہیں نہ اس میں جا سکتے ہیں اور اس صورت حال میں لکھی ہوئی تاریخ کو تسلیم قدرے مشکل ہے تاریخ ہر شعبے سے تعلق رکھتی ہے اور موجود ہوتی ہے تاریخ کے لیے اس کی سماجی، مذہبی، سیاسی حالات کے لیے کتب کا مطالعہ ضروری ہے۔ تاریخ ہمیں صرف ایک رخ دکھاتا ہے جبکہ نو تاریخیت حقائق کو دوبارہ تلاش کرنا جن کو چھپایا گیا ہے تاریخ ہمیں خاص لوگوں کا بتاتی ہے جبکہ نو تاریخیت ہمیں عام لوگوں کا ذکر بھی ملتا ہے۔ تاریخ سے ہم حقائق کو نہیں جان سکتے جبکہ نو تاریخیت سے ہم حقائق تک پہنچتے ہیں۔

حوالہ جات

1. ڈاکٹر نسیم عباس احمر، نو تاریخیت(فیصل آباد: مثال پبلی کیشنز، 2018)، 97۔
2. ناصر عباس نیر جدید اور ما بعد جدید تنقید(کراچی: انجمن ترقی اردو,2004) ،250-251۔
3. نسیم عباس احمر، ڈاکٹر، نو تاریخیت، 97۔
4. ناصر عباس نئیر، جدید مابعد جدید تنقید، (کراچی: انجمن ترقی اردو، 2005،)، 229۔
5. صغیر افراہیم ، متن کی قرات (علی گڑھ: علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، 2007) ،37 ۔
6. گوپی چند، ڈاکٹر، جدیدیت کے بعد(دہلی :ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس ،2005)،30 ۔
7. Greenblatt, Stephen, Renaissance Self-Fashioning (Chicago: University of Chicago Press, 2005), 41.
8. عتیق اللہ ،تعصبات(نئی دہلی: ایم ار پبلیکیشنز،2005) ،99۔

References in Roman Script

1. Naseem Abbas Ahmar, Dr, No Tareekhiat, (Faislabad: Misal Publication, 2018),97
2. Nasir Abbas Nayyer, Dr, Jadeed or Mabad jadeed tanqeed (Karachi: Anjaman Taraqi Urdu,2004), 250-51
3. Naseem Abbas Ahmar, Dr, No Tareekhiat, 97.
4. Nasir Abbas Nayyer, Dr, Jadeed or Mabad jadeed tanqeed, 229.
5. Sageer Efraheem, Matan ki Qiraat (Ali garh: Ali Garh Muslim university, 2007), 37.
6. Gopi Chand Narang, Dr. Jadediyat ke bad, (Dehli: Educational Publications House, 2005), 30.
7. Greenblatt, Stephen, Renaissance Self-Fashioning (Chicago: University of Chicago Press, 2005), 41.
8. Atiqullah, Taasbat (New Delhi: M.R. Publications, 2005), 99.